www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ السلام

تاریخ دعوت میں نوحؑ کی ذات کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ نوحؑ اولین اولوالعزم رسول ہیں جنہیں قرآن نے بطور ماڈل پیش کیا ہے۔ (۱) نوحؑ کی شخصیت اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ نسلِ آدم کے بگاڑ پر اولین تنبیہ انہی کے ذریعے ہوئی۔ آدم و ابلیس کی کشمکش کے بعد اولادِ آدم کے لئے نوحؑ کے عہد تک زمانہ آزمائش کا پہلا تجربہ ہے۔ پہلے مرحلے پر ہی اولادِ آدم ابلیس اور اس کی ذریت سے شکست کھاتی نظر آتی ہے اور ابلیس اپنے داؤ پیچ کے بل بوتے پر کامیاب نظر آتا ہے۔ نوحؑ کی ذات تاریخ دعوت میں اس لئے بھی اہم ہے کہ دعوت کے منہاج، دعوت کے ردعمل، دعوت کا موضوع اور اس کے نتائج کے لحاظ سے جو نمونہ قائم کیا گیا ہے بعد میں آنے والے دعاۃ کو کم و بیش وہی نمونہ رکھنا پڑا۔ تاریخ انسانی میں کارِ دعوت کے تسلسل میں نوحؑ کا طرز عمل سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم آدمؑ کے ذکر میں بیان کر آئے ہیں کہ امت مسلمہ میں ان کی نبوت پر اجماع ہے لیکن گمراہ انسانیت کو راہ راست دکھانے کے لئے وعظ و تذکیر اور اوامر و نواہی کے مفصل احکام کے ساتھ جس رسولِ اولیں نے کام کیا وہ نوحؑ کی ذات ہے۔ اس اعتبار سے آپ روئے زمین پر پہلے رسول تھے۔ ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث شفاعت میں نوحؑ کے بارے میں جو الفاظ مروی ہیں ان کے مطابق لوگ ان کے پاس شفاعت کے لئے جائیں گے اور کہیں گے:

یا نوح انت اول الرسل الی الارض و سماک اللہ عبداشکورا؟ (۲)

اے نوح آپ زمین پر پہلے رسول تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے عبد شکور کا لقب دیا ہے۔

قرآن مجید نے نوحؑ کی دعوتی سرگرمیوں کا مفصل ذکر کیا ہے اور اجمالی و تفصیلی ذکر تینتالیس (۴۳) جگہوں پر آیا ہے لیکن اس کے بارے میں اہم تفصیلات سورہ اعراف، ھود، مومنون، شعراء اور سورہ نوح میں بیان ہوئی ہیں۔ انہی سورتوں کے حوالے سے ہم نوحؑ کے کارِ دعوت کا جائزہ لیں گے۔ چونکہ یہ پہلے رسول اور اولین داعی الی اللہ ہیں۔ لہٰذا ہم ان کے تجربے سے دعوت کے بنیادی اصولوں کا استنباط کر کے مطالعہ کریں گے اور یہی نکات آئندہ کے لئے رہنما اصولوں کا کام دیں گے۔ وہ نکات حسب ذیل ہیں:

☆ دعوت کا موضوع

☆ دعوت کا انداز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ دعوت کے مخاطبین

☆ دعوت کا ردِ عمل

☆ نتیجہ

دعوت کا موضوع

نوحؑ کی قوم کا سب سے بڑا جرم شرک تھا۔ شرک کی بنیاد پر ایک پورا کلچر وجود میں آیا جس میں مادہ پرستی، اخلاق باختگی، کبروغرور اور خدابیزاری شامل تھی۔ ھبوط آدم سے لے کر نوحؑ تک کے عرصے میں شیطان نے نسلِ آدم کی گمراہی کے لئے بڑی محنت کی ہوگی کیونکہ قوم نوحؑ نے شرک وکفر میں جس طرح کی پختہ کاری دکھائی وہ شیطان کے گہرے اثرات کے بغیر ممکن نہیں۔ قرآن نے انسان کی ابتدائی زندگی کے بارے میں امت واحدہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ جس کی اساس توحید الٰہی کا شعور ہے۔ یہ ابلیس اور اس کی ذریت کی کارستانی ہے کہ انسان نے وحدت ربانی اور وحدت انسانی کے بنیادی اصول ضائع کر دیئے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً. فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ. وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ. فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ. وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۳)

ابتداء میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلاف رونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جوراست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلاف رونما ہو گئے تھے، ان کا فیصلہ کرے (اور ان اختلافات کی وجہ یہ نہ تھی کہ ابتداء میں لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا) اختلاف ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا۔ انہوں نے روشن ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لئے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ پس جو لوگ انبیاء پر ایمان لے آئے، انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے۔

قرآن نے امت واحدہ کے تصور پر کئی جگہ بحث کی ہے۔ کہیں اسے انسانی اجتماعیت کی اولین حیثیت قرار دیا اور کہیں اسے اصل مقصود قرار دیا۔ لیکن اس وحدت کے بخرے کرنے کو مشیت ایزدی کے خلاف قرار دیا۔ (۴) شرک کا ارتکاب اور انسانی جماعت میں اونچ نیچ وہ بڑے مسئلے تھے جن کا نوحؑ کو سامنا تھا۔ اس طرح نوحؑ کی دعوت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے موضوعات میں عبادت رب، شرک کا ابطال اور عظمت رب کا شعوری احساس اور استغفار شامل ہیں۔

عبادتِ رب

قرآن پاک نے نوحؑ کی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ. اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (۵)

ہم نے نوحؑ کو اسی کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا۔ "اے برادرانِ قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ o اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ. (۶)

اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا کہ میں تم کو کھول کھول کر ڈرسنانے اور یہ پیغام پہنچانے آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ o اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ (۷)

جب ان سے ان کے بھائی نوحؑ نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں۔ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ o اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ (۸)

انہوں نے کہا کہ بھائیو میں تم کو کھلے طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ نوحؑ نے اپنی قوم کو بندگی رب کی طرف دعوت دی۔ عبادتِ رب، تقویٰ اور رسول کی اطاعت وہ تین اہم اجزاء ہیں جو ان آیات میں مذکور ہیں۔ ظاہر ہے کہ رسالت کی بات تو پہلی بات ہے کیونکہ اسی دعویٰ کے ساتھ باقی تمام اجزاء دعوت منسلک ہیں۔ رسالت، رب کے ساتھ خصوصی تعلق کا اعلان ہے۔ اس لئے رب کی عبادت پیغمبر کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ عبادت رب اور تقویٰ دعوت الیٰ اللہ کا جزو اعظم قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ ہم دیگر انبیاء کے سلسلے میں دیکھیں گے کہ انہوں نے بھی اپنی بات کا آغاز اسی سے کیا ہے۔ بلکہ کسی دور میں بھی عبادت رب کے بغیر دعوت الیٰ اللہ کا کام بے معنی ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک کا ابطال

قوم نوح شدید قسم کے شرک میں مبتلا تھی۔ قرآن نے ان بتوں کے نام دیئے ہیں جن کی پرستش کی جاتی تھی۔ نوحؑ اپنی قوم کی حب شرک کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (۹)

اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ ود، سواع، یغوث اور نسر کو بھی نہ ترک کرنا۔

ان بتوں کے عربی نام بتا رہے ہیں کہ نزول قرآن کے وقت بھی ان کی پوجا ہوتی تھی۔ بخاری نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ قوم نوح کے یہ بت عربوں نے اختیار کر لئے اور ان کی پرستش شروع کر دی:

عن ابن عباسؓ صارت الا وثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد. اما ودِ كانت لكلب بدومة الجندل، و اما السواع كانت لهذيل و اما يغوث فكانت لمراد ثم لبني غطيف ، بالجرف عند سبا و اما يعوق فكانت لهمدان و اما نسر فكانت لحمير لال ذي الكلاع . اسماء رجال صالحين من قوم نوح . فلما هلكوا اوحى الشيطن الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصاباً و سموها باسماء هم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك و تنسخ العلم عبدت (۱۰)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ بت جو قوم نوح میں تھے وہی عرب میں اس کے بعد پوجے جانے لگے ود قبیلہ کلب کا بت تھا جو دومۃ الجندل میں تھے، سواع ھذیل کا اور یغوث مراد کا پھر بنی غطیف کا جو سبا کے پاس جرف میں تھا۔ یعوق ھمدان کا اور نسر حمیر کا جو ذوالکلاع کے خاندان سے تھا۔ یہ قوم نوح کے صالح لوگوں کے نام تھے۔ جب ان نیک لوگوں نے وفات پائی تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے بت نصب کر دیں اور ان کا نام ان بزرگوں کے نام پر رکھ دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن ان کی عبادت نہیں کی تھی یہاں تک کہ جب وہ لوگ بھی مر گئے اور اس کا علم جاتا رہا تو ان کی عبادت کی جانے لگی۔

حافظ ابن کثیر نے ابن جریر کے حوالے سے لکھا ہے کہ آدم و نوحؑ کے درمیانی عرصے میں صالح لوگ تھے اور لوگ ان کی پیروی کرتے تھے۔ جب یہ لوگ فوت ہوئے تو پیروؤں نے کہا کہ اگر ہم ان کی تصویریں بنا لیں تو ہماری عبادتیں زیادہ پُر لطف ہوں گی۔ جب یہ لوگ مر گئے اور دوسری نسل آ گئی تو ابلیس نے سمجھایا کہ وہ لوگ تو ان کی عبادت کرتے تھے اور ان سے بارش طلب کرتے تھے اور یوں انہوں نے عبادت شروع کر دی۔ (۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کے ہاں ان بتوں کی پوجا کے سلسلے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

قوم نوح کے معبودوں میں سے یہاں ان معبودوں کے نام لئے گئے ہیں جنہیں بعد میں اہلِ عرب نے پوجنا شروع کر دیا تھا اور آغاز اسلام کے وقت عرب میں جگہ جگہ ان کے مندر بنے ہوئے تھے۔ بعید نہیں کہ طوفان میں جو لوگ بچ گئے تھے ان کی زبان سے بعد کی نسلوں نے قوم نوح کے قدیم معبودوں کا ذکر سنا ہوگا اور جب از سر نو ان کی اولاد میں جاہلیت پھیلی ہوگی تو انہی معبودوں کے بت بنا کر انہوں نے پھر انہیں پوجنا شروع کر دیا ہوگا ۔ (۱۲)

قرآن کی رو سے یہ شرک کا پہلا اظہار تھا۔ جس پر نسلِ آدم کے پہلے رسول نے تنقیدی تبصرہ کیا۔ شرک کے آغاز کے سلسلے میں مذکورۃ الصدر روایت اور اسی قبیل کی دوسری روایات کے سوا ہمارے پاس کوئی یقینی ذریعہ علم نہیں کہ نسلِ آدم اس مصیبت میں کس طرح مبتلا ہوئی؟ لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ ابلیس نے تعظیم وتوقیر بزرگان کو عبادت واستعانت کی صورت میں بدل دیا۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے انحراف کی جو راہ نسلِ آدم کو سجھائی تھی اس نے آگے چل کر ایک تہذیب اور کلچر کی صورت اختیار کر لی۔ مشرکانہ کلچر کی بوقلمونی اور اس کے مظاہر کا تنوع حیران کن جاذبیت رکھتا ہے۔ اسی لئے قرآن نے توحید، نفی شرک اور عبادت رب کو تمام انبیاء کی دعوت کی اساسیات قرار دیا۔ حضور اکرم ﷺ کو خطاب ہوتا ہے:

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (۱۳)

اور جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔

استغفار

عبادت رب، اطاعت رسول اور نفی شرک کے ساتھ استغفار کا موضوع بھی نوحؑ کی دعوت کا اہم جزو ہے۔ عبادت رب سے انکار، اطاعت رسول سے انحراف اور شرک میں مبتلا ہونے کے باعث انسان اپنے رب کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور شیطان کے دائرہ اثر میں چلا جاتا ہے جو پہلے ہی ربِ کریم کی رحمت سے دور ہے اور مردود بارگاہ ہے۔ نوحؑ کی قوم مشرکانہ اعمال کی وجہ سے شیطان کی گرفت میں تھی اسی لئے وہ مختلف پیرایوں میں انہیں طلب مغفرت پر آمادہ کرتے ہیں۔ مثلاً وہ دعوت کے بنیادی عناصر کو بیان کرتے ہوئے اللہ کی مغفرت کا ذکر کرتے ہیں:

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ ○ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ (۱۴)

اللہ کی بندگی کرو، اس کے حدود کی پابندی کرو اور میری بات مانو اللہ تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔

نوحؑ اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر کرتے ہوئے رب تعالیٰ سے مخاطب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ. اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (۱۵)

میں نے کہا: اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

استغفار کا تصور توحید سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے مشرکین یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک بغیر کسی سفارش کے کوئی درخواست نہیں پہنچتی۔ قرآن نے ان کے اس تصور کو بیان کیا ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى. (۱۶)

جن لوگوں نے اس کے سوا دوسرے حمایتی بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب تر کر دیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا اسم غفار استعمال کر کے یہ واضح کیا کہ وہ خود سب سے بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔ لہذا اس سے زیادہ رحم ومغفرت کرنے والا کون ہے جو سفارش کرنے آئے گا۔ انسان کا اسی کی طرف رجوع ہی کافی ہے کسی مزعومہ دیوی، دیوتا کی سفارش کی ضرورت نہیں۔ مولانا اصلاحی کے بقول:

یہاں حکمت دین کا ایک نکتہ بھی حرز جان بنانے کے لائق ہے۔ جو سیدنا عمر فاروق کے افادات سے ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ نماز استسقاء میں صرف استغفار پر کفایت فرمائی، دعا میں بارش کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ لوگوں نے پوچھا امیر المومنین آپ نے دعا میں بارش کا تو کوئی ذکر کیا ہی نہیں: امیر المومنین نے انہی آیات کی روشنی میں لوگوں کو بتایا کہ خدا کی رحمت کی کلید استغفار ہے اور یہ کام ہم نے کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ استغفار ہی جالب رحمت بنے گا۔ ہماری ضرورت اور احتیاج کو ہمارا رب خود ہم سے بہتر جانتا ہے۔ (۱۷)

نوحؑ نے اپنی قوم کو بار بار استغفار کی طرف توجہ دلائی کیونکہ استغفار ہی رجوع الی اللہ کا بڑا ذریعہ ہے۔ نوحؑ نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (۱۸)

اور اے میری قوم کے لوگو اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو۔

استغفار کو نوحؑ نے اپنی ذات کے لئے بھی اسی طرح لازم رکھا جس طرح وہ دوسروں کو تلقین کرتے رہے۔ مثلاً جب انہوں نے اپنے بیٹے کے بچاؤ کے لئے دعا مانگی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ. وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (۱۹)

نوح نے عرض کیا اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے ایسی چیز کی درخواست کروں جس (کی حقیقت) کا مجھے علم نہیں اگر تو نے (میرا قصور) معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

اسی طرح نوحؑ نے جب کافروں کی ہلاکت کی دعا مانگی تو اپنی مغفرت کو نہیں بھولے فوراً کہا:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ. وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا (۲۰)

اے میرے رب میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور ہر اس شخص کی جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا اور تمام مومنین اور مومنات کی مغفرت فرما اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

استغفار دعوت الی اللہ کی تکمیل کا عنوان ہے۔ استغفار کے بغیر دعوت کے تمام کام بے نتیجہ ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتے کیونکہ استغفار رجوع الی اللہ کا دائمی نسخہ ہے۔ تمام انبیاء کی زندگیوں میں استغفار ایک لازمی عنصر کے طور پر موجود رہا ہے۔

دعوت کا انداز

دعوت کے انداز میں بھی نوحؑ کا طریقہ رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ دعوت الی اللہ کو پیش کرنے کے سلسلے میں جو تجربات آپ کو حاصل ہوئے وہ آنے والے داعیوں کے لئے سنگ میل ثابت ہوئے۔ نوحؑ کے طریق دعوت میں چند موڑ قابل غور ہیں، ایک انداز، دوسری عظمت الٰہی کا اثبات اور اس کے دلائل تیسرے اخلاص اور بے لوثی اور چوتھے مخاطبین کے لئے شفقت و رحمت۔ قرآن پاک میں دیگر انبیاء کی دعوت کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں نوحؑ کا انداز صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔ بعض مقامی اور قومی مسائل کو الگ کر دیا جائے تو وہی زبان، وہی اصطلاحات اور اسی طرح کا استدلال نظر آتا ہے جو نوحؑ نے اپنی قوم کے لئے استعمال کئے۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ ان پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے۔

انذار

انذار کے بنیادی معنی، اطلاع دینے، مشورہ دینے اور خبردار کرنے کے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں انذرتہ بکذا (میں نے اسے اس چیز کی اطلاع دی یا اس کے بارے میں مشورہ دیا)۔ (۲۱) قرآن میں ہے:

وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ. مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ (۲۲)

اے نبی ڈرا دو ان لوگوں کو اس دن سے جو قریب آ لگا ہے۔ جب کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چاپ غم کے گھونٹ پیے کھڑے ہوں گے۔ ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے۔

اسی سے نذیر ہے جس کے معنی ہیں وہ شخص جو اطلاع دیتا ہے، مشورہ دیتا ہے یا خبردار کرتا ہے۔ قرآن پاک نے نوحؑ کے لئے نذیر کی اصطلاح استعمال کی ہے یعنی وہ خبردار کرنے والا ہے۔ انداز کا تعلق دعوت الی اللہ کے انکار سے ہے کیونکہ اس کے انکار سے جو نتائج مرتب ہوں گے ان کا تعلق اس دنیا سے بھی ہے اور آخرت سے بھی۔ دعوت کا انکار اس دنیا میں عذاب الٰہی کا مستوجب ہوسکتا ہے لہذا انبیاء کی اولین ترجیح یہ تھی کہ وہ اپنے مخاطبین کو عذاب الٰہی سے خبردار کریں انہیں اس بے فکری اور غیر ذمہ داری کے نتائج سے آگاہ کریں جس کی وجہ سے وہ دعوت کو قبول نہیں کر رہے۔ انداز کے مفہوم میں وہ ڈر بھی شامل ہے جو آخرت میں عذاب سے متعلق ہے۔ کافر اور مشرک قوموں کے ہاں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ اس دنیا کے بعد کوئی شے نہیں اور اگر کچھ ہوگا تو جن دیوتاؤں کی وہ پوجا کر رہے ہیں انہیں بچالیں گے۔ انداز میں اسی بے اعتنائی پر تنبیہ ہے کہ آخرت ایک حقیقت ہے اور وہاں خالق کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ نوحؑ نے انداز کا جامع انداز اختیار کیا ہے جو دنیوی عذاب اور اخروی سزا کو شامل ہے۔ قرآن مجید نوحؑ کے انداز کا ذکر کرتے ہوئے مختلف پیرایوں کو بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اپنے آپ کو متعارف کراتے ہوئے نذیر کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ o اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ۔ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۲۳)

اور ہم نے نوحؑ اس کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تم لوگوں کو (انکار و بدعملی) کے نتائج سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ تمہیں چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ (اگر ایسا کرو گے تو) مجھے تمہارے لئے ایک دردناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۲۴)

ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ پیشتر اس کے کہ ان پر درد دینے والا عذاب واقع ہو۔ انہوں نے کہا: میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

عظمتِ الٰہی کا اثبات

نوحؑ کے طریق دعوت کا دوسرا اہم نکتہ عظمت رب کو ذہن نشین کرانا تھا۔ چونکہ تمام گمراہیوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ سے روگردانی اور اس کی عظمت سے ناواقفیت اور غیر اللہ کی تعظیم ہے۔ شیطان کی جملہ سرگرمیوں کا محور یہ ہے کہ نسلِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدم اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرے اور غیر اللہ کی تعظیم کرے۔ قوم نوحؑ نے شرک کی جو روش اختیار کی تھی وہ غیر اللہ کی عبادت میں جس طرح مصروف ہوگئی تھی اس پر اسے متنبہ کرنے کے لئے نوحؑ خوبصورت استدلال کرتے ہیں، دعوت کے اس انداز میں دونوں پہلو ہیں۔ سادہ بیان بھی ہے اور اس بیان کے حق میں دلائل بھی۔ مثلاً:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ. (۲۵)

ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا: اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اس بات کو کئی جگہوں پر دہرایا گیا ہے۔ یہ ایک سادہ سا بیان ہے جس میں قوم کو توحید الٰہی کی دعوت دی گئی ہے اور شرک سے روکا گیا ہے۔ لیکن اس سادہ بیان کی وضاحت کے لئے دلائل بھی دیئے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو۔ اس کی بہترین مثال سورہ نوح میں بیان کردہ استدلال ہے۔ دلائل کا انداز جامع ہے اور اس میں انفس و آفاق کا حسین امتزاج ہے۔ نوحؑ اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ○ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ○ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ○ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ○ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا (۲۶)

تم کو کیا ہوا ہے کہ تم خدا کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح کی حالتوں کا پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے ہیں اور چاند کو ان میں (زمین کا) نور بنایا ہے اور سورج کو چراغ ٹھہرایا ہے۔ اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس میں تمہیں لوٹا دے گا اور (اسی سے) تم کو نکال کھڑے کرے گا۔ اور اللہ ہی نے تمہارے لئے فرش بنایا تاکہ اس کے بڑے بڑے کشادہ رستوں میں چلو پھرو۔

اس استدلال میں مشرکین کی حماقت پر تعجب کا اظہار ہے کیونکہ انہیں رب کی عظمت کا شعور حاصل نہیں ہو رہا اور اس کی عظمت وجلالت کے تصور سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔ انسان کے گردوپیش میں جو نعمتیں ہیں اس کا ادراک نہیں کر رہا۔ وہ اس بات کا مشاہدہ کر رہا ہے کہ کائنات کے اس عظیم کارخانے میں ایک نظم ہے اور کوئی طاقت ایسی ہے جو جب چاہے اور جو چاہے اسی طرح کی تبدیلی لا سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ رب کی عظمت کا اعتراف نہیں کرتا اور بے فکرا ہو کر جو جی میں آتا ہے کر گزرتا ہے۔

اس استدلال میں دراصل اس بے حسی پر تنبیہ ہے جو قوم نوح نے شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سلسلے میں اختیار کر رکھی تھی۔ اس سے پہلے نوحؑ اپنی قوم کو استغفار کی دعوت دیتے ہوئے توجہ دلاتے ہیں جو دلائل کے اس سلسلے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغاز ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ. اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ٥ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ٥ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (۲۷)

میں نے کہا کے اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔

اس دلیل میں نہ صرف رب تعالیٰ کی غفاری کا اثبات ہے بلکہ اس کے فضل وکرم کی بھی نشاندہی ہے جو مال و اولاد کے اضافے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اخلاص و بے لوثی

نوحؑ کے انداز دعوت کا تیسرا پہلو ان کا اخلاص اور بے لوثی ہے۔ دعوت کے سلسلے میں جو محنت ہو رہی تھی اور جس طرح کار دعوت میں جان جوکھوں میں ڈالے ہوئے تھے اس سے مخاطبین دعوت کو یوں لگتا ہے جیسے نوحؑ کا کوئی ذاتی مفاد اس سے وابستہ ہے۔ نوحؑ ان کے ان خدشات کا ازالہ کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ کوئی کاروبار نہیں کہ تمہاری بے توجہی سے ختم ہو جائے گا۔ میں تو سب کچھ تمہاری صلاح وفلاح کے لئے کر رہا ہوں، میں اگر تمہاری ناقدریوں کے باوجود تمہارے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں تو محض تمہاری خیر خواہی کے لئے کسی معاوضہ کے لئے یہ سعی و جہد نہیں ہو رہی، میں تو تمہیں کچھ دینا چاہتا ہوں تم سے کچھ مانگ تو نہیں رہا۔ قرآن پاک نے اس اخلاص و بے لوثی کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

وَ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا. اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (۲۸)

اے میری قوم میں اس (نصیحت) کے بدلے میں تم سے مال و زر کا خواہاں نہیں میرا صلہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

دوسری جگہ پر فرمایا:

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ. اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۲۹)

اگر تم نے منہ پھیر لیا تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداری میں رہوں۔

اس اخلاص اور بے لوثی کا اظہار وہ چیلنج ہے جو ہر نبی نے اپنے کردار کے حوالے سے اپنے مخالفین کو دیا۔ نبی اپنی امانت وصداقت کے کھرے معیار کو بطور دلیل پیش کرتا ہے اور مخاطبین کو دعوت دیتا ہے کہ اس کے پیغام کو کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلحت یا مفاد کے حوالے سے نہ دیکھیں۔ کیونکہ امانت وصداقت کے اوصاف سے متصف شخص ایسی حرکت نہیں کرسکتا۔ نوحؑ اپنی قوم کو باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ یہ کام کسی مصلحت ومفاد کے لئے نہیں کررہے۔ قرآن مجید نے نوحؑ کی صفت امانت کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ o إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ o إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (۳۰)

قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں میں تمہارا امانت دار رسول ہوں۔

نوحؑ کے بعد آنے والے تمام انبیاء ورسل کے لئے امین کا صفاتی لقب استعمال کیا گیا ہے۔

شفقت ومحبت

نوحؑ کے طریق دعوت میں ایک اہم نکتہ مخاطبین کے لئے شفقت ومحبت ہے۔ داعی کے اخلاص و بےلوثی سے یہ تو واضح ہوگیا کہ کار دعوت سے اس کا ذاتی مفاد وابستہ نہیں لیکن دعوت کے لئے صرف اتنا کافی نہیں بلکہ داعی کو یہ یقین دہانی بھی کرانی ہوتی ہے کہ اسے ان سے ہمدردی وخیر خواہی ہے اور دعوت کو قبول کرنے میں ان کی اپنی ہی بھلائی ہے۔ داعی کا شفیق ہونا بہت ضروری ہے۔ شفقت ومحبت کے ذریعے نہ صرف عام لوگوں کے دلوں میں نرم گوشہ پیدا ہوتا ہے بلکہ دعوت قبول کرنے والوں کی اجتماعیت بھی مستحکم ہوتی ہے۔ نوحؑ کی سرگرمیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قوم کے اعراض وانکار کے باوجود انہیں عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے۔ نوحؑ قوم کے رویے سے نالاں ہونے کے باوجود اپنے رب کے سامنے اپنی دعوتی سرگرمیوں کا ذکر جس طرح کرتے ہیں وہ ان کی شفقت ومحبت کا کھلا ثبوت ہے:

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا o فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاءِي إِلَّا فِرَارًا o وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا o ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا o ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا (۳۱)

نوحؑ نے کہا: پروردگار میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا، لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے رہے اور جب جب میں نے ان کو بلایا (کہ توبہ کریں) تا کہ تو ان کو معاف کردے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لیے اور اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے۔ پھر میں انہیں کھلے طور پر بھی بلاتا رہا اور ظاہر و پوشیدہ ہر طرح سمجھاتا رہا۔

نوحؑ دعوت کا یہ کام ساڑھے نوسو برس تک کرتے رہے۔ اخلاص و بےلوثی اور شفقت ومحبت کی یہ انوکھی مثال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔قوم کے استکبار واعراض کے باوجود نوحؑ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ لوگ عذاب الٰہی کے مستحق بن جائیں۔جس انداز سے بھی انہیں مطمئن کیا جا سکتا تھا وہی اختیار کرتے رہے۔قرآن اس پر شاہد عادل ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا (۳۲)

اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا پھر وہ ان میں پچاس کم ایک ہزار سال رہا۔

اتنا عرصہ مسلسل دعوت دیتے رہنا اور ان کی اصلاح کے لئے کوشاں رہنا معمولی بات نہیں ہے۔یہ کام اخلاص، ہمدردی و خیر خواہی اور شفقت و محبت کے بغیر ممکن نہیں۔

دعوت کے مخاطبین

انبیاء کی دعوت عام ہوتی ہے چونکہ یہ دعوت الی اللہ ہے اس لئے اسے خفیہ نہیں رکھا جا سکتا۔صلائے عام ہوتی ہے جو اسے قبول کرتا ہے جماعت مومنین میں شامل ہو جاتا ہے۔قرآن مجید میں جہاں کہیں نوحؑ کا ذکر آیا ہے پوری قوم کے حوالے سے آیا ہے۔قرآن نے نوحؑ کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۳۳)

ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرائے۔قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آ پہنچے۔

البتہ انبیاء کی دعوت اپنے زمانے میں انہی لوگوں تک محدود ہوتی ہے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء سابقین کے تذکرے میں ان کی قوموں، لوگوں اور خصوصی مسائل کا حوالہ ہے۔ابراہیم و محمدؐ کے علاوہ تمام انبیاء کی دعوت مقامی اور خصوصی نوعیت کی ہے لیکن ہر نبی کی دعوت اس لحاظ سے عمومی نوعیت کی ہوتی تھی کہ اس میں عوام اور اشراف، غریب اور امیر سب شامل ہوتے۔یہ الگ بات ہے کہ اس دعوت کو قبول کرنے کا اولین شرف قوم کے پس ماندہ طبقات کو حاصل ہوتا۔

قرآن نے مخاطبین میں دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ایک ''الملاء'' اور دوسرا ''الضعفاء''(۳۵) انسانی معاشروں کی ساخت اور ان کی تنظیم کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ ہر معاشرے میں جو لوگ کسی نہ کسی طرح اثر و رسوخ حاصل کر لیتے ہیں اور بالآخر معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔معاشرے کے یہ موثر لوگ صاحب اقتدار اور ان کے مصاحبین و کارندے ہوتے ہیں یا اصحاب ثروت۔سادہ سی قبائلی زندگی سے لے کر پیچیدہ تمدنی تنظیم تک صاحبان اثر و رسوخ موجود رہتے ہیں۔یہی لوگ معاشرے کا مجموعی رخ متعین کرتے ہیں۔قرآن کی اصطلاح "الملاء" کم و بیش انہی لوگوں کے لئے استعمال ہوئی ہے۔اشراف قوم کے علاوہ دوسرے لوگ عوام کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی رائے بالعموم موثر گروہ کی وجہ سے تشکیل پاتی ہے۔ یہ لوگ بالعموم پیروکار ہوتے ہیں اور موثر و مقتدر لوگوں کے تابع ہوتے ہیں چونکہ عوام خود مختار نہیں ہوتے اس لئے کسی رائے کو پسند کرنے کے باوجود اسے اختیار کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح "الضعفاء" سے مراد یہی لوگ ہیں۔

نوحؑ کی عمومی دعوت کے مخاطبین میں یہ دونوں گروہ شامل تھے۔

دعوت کا ردِ عمل

دعوت کے مخاطبین اگرچہ قوم کے سب لوگ تھے لیکن ردِ عمل مختلف تھا۔ عوام میں سے کچھ لوگوں نے دعوت پر لبیک کہا اور مومنین کہلائے۔ اشراف قوم اور ان کی پیروی میں عوام کی اکثریت نے دعوت کو رد کر دیا اور منکرین کہلائے۔ ایمان اور انکار کے علاوہ ایک تیسرا ردِ عمل بھی ہوتا ہے اور وہ ہے نفاق کا۔ منافقین معاشرے کا مفاد پرست گروہ ہوتا ہے جسے دعوت کی معرفت حاصل ہوتی ہے لیکن مفادات کی وجہ سے اسے قبول کرنے سے گریز کرتا ہے اور عملاً مخالف ہی کی تائید میں ہوتا ہے۔ مومنین صدقِ دل سے دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اس کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرتے ہیں۔ پیغمبر کے ساتھ وفادارانہ تعلق کی بناء پر مومنین کی حیثیت نمائندہ کردار کی ہوتی ہے جو کافرانہ معاشرے میں بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں۔ دعوت کے ردِ عمل میں قابل غور کردار منکرین دعوت کا ہے۔ انہی کے رویے سے پوری قوم کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ نوحؑ کی دعوت کے جواب میں قوم نے جو رویہ اختیار کیا اسے قرآن نے نقل کیا ہے۔

ملاء (سرداران قوم) اور دعوت الی اللہ

نوحؑ کی دعوت کے جواب میں صاحب اثر گروہ نے انکار، تحقیر اور تضحیک کا رویہ اختیار کیا:

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۳۶)

اس قوم کے سرداروں نے جواب دیا ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔

انکار کی بنیادی وجہ تو اس گروہ کا استکبار تھا۔ انہیں سوسائٹی میں جو پوزیشن حاصل تھی اس کے کھو جانے کا انہیں اندیشہ تھا۔ نوحؑ نے اس استکبار کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا ہے:

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا (۳۷)

اور جب میں نے ان کو بلایا (کہ توبہ کریں اور) تو ان کو معاف فرمائے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لئے اور اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے۔

بگڑی ہوئی قوموں کے لیڈر اور اکابر اس کے فساد و بگاڑ کی جڑ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے دعوت اصلاح کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ مخالف بھی یہی ہوتے اور دعوت کے مقابلے میں کٹ حجتیاں بھی یہی کرتے ہیں۔نوحؑ کی سادہ اور صاف، واضح اور مبرہن کے جواب معاضرت بھی انہوں نے پیش کئے ان معارضات سے جہاں وہ اپنی پوزیشن کا دفاع کر رہے تھے وہاں عوام کے لئے غلط فہمیوں کا دروازہ کھول رہے تھے تا کہ عوام کی اکثریت کہیں اس دعوت سے متاثر نہ ہو جائے۔قرآن مجید نے ان معارضات کا ذکر کیا ہے اور نوحؑ کے جوابات بھی بیان کئے ہیں۔اعتراضات اور جوابات پر غور کرنے سے ایک انصاف پسند ذہن کو دعوت کی حقانیت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا لیکن کج فہم انسان ان مغالطوں میں الجھا رہے گا اور راہ حق کو پانے سے محروم رہے گا۔

گمراہی کا الزام

نوحؑ پر پہلا اعتراض یہ تھا کہ تمہاری دعوت کھلی گمراہی ہے۔باپ دادا کے مذہب سے انحراف ہے اور اباء و اجداد کے معبودوں کی تحقیر ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ تم عذاب الٰہی کی دھمکی بھی دیتے ہو۔قرآن نے ان کے اس اعتراض کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (۳۸)

اس نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں ہے بلکہ تمام عالم کے رب کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

یعنی یہ کہ میں کوئی سرپھرا اور بھٹکا ہوا آدمی نہیں ہوں کہ بے تکی باتیں کر رہا ہوں بلکہ میں تو تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اس کے پیغام کو بلا کم و کاست تمہیں سنا رہا ہوں۔صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ میں تمہارے لئے ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہوں اور تمہاری دل آزاری اور بیزاری کے باوجود میں تمہیں مسلسل سمجھا رہا ہوں کیونکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم کی بنیاد پر عواقب سے جو آگاہی مجھے حاصل ہے وہ تمہیں میسر نہیں۔لہٰذا تمہارا یہ الزام کہ میں گمراہی میں مبتلا ہوں ایک فضول بات ہے۔میں نہ صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہوں بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے مصروف کار ہوں۔

تین اعتراضات

منکرین کے دیگر اعتراضات کو سورہ ہود میں بیان کیا گیا ہے۔ان اعتراضات کی بنیاد بھی ان کا استکبار ہے۔ان کے خیال میں اصل حیثیت معاشرتی مرتبے کی ہے۔لہٰذا جو شخص وہ مرتبہ نہیں رکھتا اس کی بات قابل قبول نہیں نیز نبوت کے دعوے کے لئے ضروری ہے کہ وہ شخص مافوق البشر ہوں۔چونکہ نوحؑ اور ان کے متبعین ان اوصاف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متصف نہیں لہٰذا ان کی دعوت توجہ کے لائق نہیں۔قرآن ان کے تین اعتراضات کو بیان کرتا ہے:

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (۳۹)

اس کی قوم کے سربراہوں نے جنہوں نے کفر کیا جواب دیا کہ ہم تو تم کو بس اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور ہم تمہاری پیروی کرنے والوں میں انہی کو پاتے ہیں جو ہمارے اندر کے ذلیل لوگ ہیں۔ بے سمجھے بوجھے تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں اور ہم تم لوگوں کے لئے اپنے مقابل میں کوئی خاص امتیاز بھی نہیں دیکھ رہے ہیں بلکہ ہم تو تم کو بالکل جھوٹا خیال کر رہے ہیں۔

نبی کی بشریت

منکرین نبوت کا پہلا اعتراض نبی کی بشریت پر تھا۔ انہیں نوحؑ اپنے جیسے انسان نظر آتے تھے۔ ان کے نزدیک رسول فرشتہ یا کوئی برتر مخلوق ہونا چاہیئے۔ ایک عام انسان کا رسول ہونا انہیں اچنبھے کی بات معلوم ہوتی تھی۔ یہی وہ اعتراض ہے جو ہر نبی کے مخالف نے اس پر کیا۔ ما نرٰک الا بشرا مثلنا کے الفاظ ان کی بے بصیرتی کا پتہ دیتے ہیں۔

بشریت کے طعنہ کا ذکر کئی جگہوں پر مختلف پیرایوں میں آیا ہے۔ مثلاً:

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ (۴۰)

ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اگر خدا چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی سنی ہی نہیں۔

اس سے بھی زیادہ انہیں ایک غیر معتاد انسان یعنی مجنون کہا گیا:

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ (۴۱)

اس آدمی کو تو دیوانگی (کا عارضہ) ہے تو اس کے بارے میں کچھ مدت انتظار کرو۔

گویا نوحؑ کا بشر ہونا انہیں نبوت کے منافی نظر آتا تھا کہ چونکہ وہ نبی تو تھے نہیں لہٰذا جو جدوجہد کر رہے تھے وہ دیوانگی کی وجہ سے تھی۔ ان کے مطابق ایسی سرگرمی کوئی سمجھدار انسان نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم درجے کے متبعین

دوسرا اعتراض نوحؑ کے متبعین کی معاشرتی حیثیت پر تھا۔ کیونکہ مومنین کا تعلق عامتہ الناس سے تھا۔ تاریخ دعوت کی یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ دعوت کے مخاطبین تو سوسائٹی کے تمام لوگ ہوتے ہیں اور داعی کی طبعی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اعلیٰ طبقے کے افراد دعوت کو قبول کریں لیکن مشیت ایزدی نے یہ شرف پسے ہوئے طبقات کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے اس لئے اس طبقہ کے لوگ اولین مومنین ہوتے ہیں۔ مستکبرین اور مترفین کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے۔ **و ما نرلک اتبعک الا الذین هم اراذلنا بادی الرای** (۴۲) کا بیان ان کی جھنجلاہٹ کو واضح کرتا ہے۔ مستکبرین دراصل یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ نوحؑ کی دعوت قبول کرنے والے صائب الرائے افراد نہیں بلکہ بے سمجھ لوگ ہیں۔ ایسے لوگ کہ جو بات پسند آئی بے سوچے سمجھے اسے اختیار کر لیا اور عواقب ونتائج پر غور ہی نہیں کیا۔ چونکہ معاشرے میں ان کی کوئی وقعت وقدر نہیں اس لئے ان کا ایمان لانا، دعوت کے مبنی بر حق ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ان کی موجودگی اشراف کو متنفر کرنے کا باعث ہے۔ قرآن نے اسی بات کو ایک اور جگہ نقل کیا ہے۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْاَرْذَلُوْنَ (۴۳)

وہ بولے کیا ہم تم پر ایمان لائیں، تمہارے پیرو تو رذیل لوگ ہیں۔

نوحؑ کی قوم کے اعلیٰ طبقہ کو کسی طرح بھی یہ بات گوارا نہیں تھی کہ دعوت کی وجہ سے عام لوگ ان کی سطح کے برابر آ جائیں لہٰذا وہ اسے دعوت کی بنیادی غلطی تصور کرتے اور نوحؑ کو عواقب سے خبردار کرتے۔

کمتر مادی حیثیت

سرداران قوم کو نوحؑ پر تیسرا اعتراض یہ تھا کہ نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کے پاس مادی وسائل کی فراوانی نہیں ہے۔ نہ ان کے پاس دولت ہے نہ سیاسی منصب اور نہ سیم وزر کے خزانے۔ اگر نوحؑ واقعی اللہ کے رسول ہوتے تو خدم وحشم ساتھ ہوتے، اللہ تعالیٰ انہیں خزانوں کا مالک بناتا اور اس طرح وہ سوسائٹی کے ممتاز ترین افراد میں سے ہوتے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نوحؑ اور ان کے ساتھی مادی وسائل کے اعتبار سے ہم سے بھی کم تر درجہ کے مالک ہیں لہٰذا ہم ان کی بات کیوں مانیں۔

و ما نری لکم علینا من فضل کے الفاظ ان کے غرور اور احساس برتری کی نشاندہی کرتے ہیں۔

نوحؑ نے ان اعتراضات کے جو جوابات دیئے انہیں قرآن نے نقل کیا ہے:

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ. اَنُلْزِمُکُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا کٰرِهُوْنَ ○ وَ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مَا لًا. اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰکِنِّیْٓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ. اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ○ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا. اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۴۴)

اس نے کہا اے میری قوم، بتاؤ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور پھر اس نے خاص اپنی رحمت سے بھی مجھے نوازا اور وہ تم سے پوشیدہ رہی تو کیا ہم اس کو تم پر چپکا دیں جب کہ تم اس سے بیزار بھی ہو۔ اور اے میری قوم میں اس خدمت پر تم سے کسی مال کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور میں ان لوگوں کو ہرگز دھتکارنے والا نہیں جو ایمان لائے ہیں۔ یہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں بلکہ میں تو تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم جہالت میں مبتلا ہو۔ اور اے میری قوم اگر میں ان کو دھتکار دوں تو اللہ کے مقابل میں کون میری مدد کرے گا۔ کیا تم لوگ اس پہلو پر دھیان نہیں کرتے؟ اور میں تمہارے سامنے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں اور نہ میں ان لوگوں کے بارے میں جن کو تمہاری نگاہیں حقیر دیکھتی ہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کوئی خیر دے ہی نہیں سکتا۔ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے، اگر میں ایسا کروں تو میں ہی ظالم ٹھہروں۔

یہ آیات نوحؑ کے جامع جواب پر مشتمل ہیں۔ نوحؑ ان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کا سبب میری فطرت سلیمہ اور وحی اللہ کی روشنی ہے۔ تم نے فطرت کی آواز کو نافرمانیوں کی وجہ سے ختم کر دیا ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی رحمت کو قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے ہو، اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں لیکن مجھے اللہ نے اپنی رحمت سے نوازا ہے اور میں نے اس رحمت کو قبول کیا ہے، تم قبول کرو تو تم بھی اس رحمت کے مستحق ہو سکتے ہو۔ www.KitaboSunnat.com

منکرین کی رعونت اور مومنین کے لئے ان کے تحقیر آمیز رویے کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں تم سے اس دعوت کے بدلے کوئی معاوضہ تو مانگ نہیں رہا ہوں کہ تمہاری ناراضگی سے مجھے مالی نقصان ہوگا، میرا اجر تو اللہ کے ہاں ہے۔ میں تو رب کی رحمت کو تقسیم کر رہا ہوں جس کے انکار سے تمہارا ہی نقصان ہے مجھے کوئی خسارہ نہیں۔ جہاں تک مومنین کا تعلق ہے تو میں انہیں تمہاری دلداری کے لئے دھتکارنے والا نہیں اگر ایسا کروں تو اللہ کے سامنے کیا منہ دکھاؤں گا جنہیں تم حقیر سمجھ رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ ہیں۔

اور پھر آخر میں مادی فضیلت اور بشریت کے حوالے سے کھری بات سنا دی کہ مجھے کوئی دعویٰ نہیں کہ میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس خزانے ہیں یا میں فرشتہ ہوں یا جن کو تم حقیر سمجھ رہے ہو ان کے بارے میں یہ کہہ دوں کہ انہیں خیر نہیں ملنے والا۔ میں فوق البشر نہیں، غیب دان نہیں، خزانوں کی کنجیاں بھی میرے پاس نہیں اور ان حقیر سمجھنے والے لوگوں کو خیر سے محروم کرنے کی قوت بھی میں نہیں رکھتا۔ میں تو صرف اللہ کا رسول ہوں اور اس کا پیغام تمہیں سنا رہا ہوں اس کے علاوہ میری کوئی دلچسپی نہیں۔

اس طرح منکرین کے دلائل کا منہ توڑ جواب دے دیا۔ جب یہ لوگ دلائل کے میدان میں شکست کھا گئے تو انہوں نے نوحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ ہم انہونی بات کہیں گے تو اسے عاجز کر دیں گے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اعتراضات کے شافی جواب مل جانے پر ایمان لے آتے لیکن انہوں نے حسب عادت کٹ حجتی کی راہ اختیار کی قرآن نے ان کے رویہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۴۶)

وہ بولے اے نوح تم نے ہم سے بحث کر لی اور بہت بحث کر لی اگر تم سچے ہو تو وہ چیز ہم پر لاؤ جس کی تم ہمیں برابر دھمکی سنا رہے ہو۔

اس کا جواب بھی نوحؑ نے حسب معمول نرمی اور شفقت سے دیا اور واضح کیا کہ عذاب دینے کا اختیار اس کے پاس نہیں بلکہ یہ معاملہ رب کے اختیار میں ہے اور جب اس کی گرفت آئے گی تو اس سے کوئی نہیں بچ سکے گا:

قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ o وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ. هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (۴۷)

اس نے جواب دیا کہ اس کو تو تم پر اللہ تعالیٰ ہی لائے گا اگر وہ چاہے گا اور تم اس کے قابو سے باہر نہ نکل سکو گے اور میری خیر خواہی تم پر کچھ کارگر نہیں ہو سکتی اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں اگر اللہ تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہو۔ وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔

نوحؑ کے واضح اور روشن دلائل کے مقابلے میں جب وہ عاجز آ گئے اور ان کے اصولی موقف کے مقابلے میں کوئی قوی دلیل نہ دے سکے تو اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے۔ انہوں نے آپ کو ڈرانا دھمکانا حتیٰ کہ سنگسار کرنے کی دھمکی دینا شروع کر دی۔ انہوں نے کہا:

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ (۴۸)

انہوں نے کہا اے نوح! اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔

مستکبرین و مترفین نے نوحؑ کو جو دھمکی دی وہ تاریخ دعوت کا ایک اہم باب ہے۔ ہر دور کے طاغوتوں نے داعی حق اور اسلامی جماعت کے خلاف یہی انداز اختیار کیا ہے۔ ابتداء میں اعراض، تحقیر اور تمسخر سے کام لیا جاتا ہے جب دعوت کے قوی دلائل انہیں علمی و عقلی اعتبار سے لاچار کر دیتے ہیں تو وہ خطرناک نتائج کی دھمکی دیتے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوں جوں اسلامی جماعت طاقتور ہوتی ہے اور مومنین کی تعداد بڑھتی ہے توں توں طاغوت اور اس کی جماعت کا پارہ چڑھنا شروع ہوتا ہے اور وہ مختلف قسم کی منصوبہ بندی سے دعوت الی اللہ کے اثرات کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ظلم، وحشیانہ سزائیں، قتل وغصب، ایذا رسانی وملک بدری ایسے تمام ہتھیار آزمائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ پروپیگنڈے کی مہم تیز کردی جاتی ہے تاکہ فضا مسموم رہے اور معاشرے کا مجموعی رویہ اہل حق کے خلاف رہے۔

نوحؑ کے عہد سے لے کر اب تک دعوت الی اللہ کے مقابلے میں طاغوتوں کا یہی اسلوب رہا ہے، عمل درآمد میں تھوڑا بہت تنوع تو ہوا ہے لیکن عمومی اسلوب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

نوحؑ کو ان شدید حالات کا سامنا تھا اور بظاہر مخالفانہ سرگرمیوں میں کوئی کمی نظر نہیں آرہی تھی۔ آپؑ نے قوم کی طرف سے پیش آنے والے مصائب وآلام اور ان کی ہٹ دھرمی کا اپنے رب سے شکوہ کیا اور فتح ونصرت کی درخواست کی۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ (۴۹)

پروردگار انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (۵۰)

تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ (بارالہا) میں ان کے مقابلے میں کمزور ہوں تو (ان سے) بدلہ لے۔

نوحؑ اپنے قوم سے مایوس ہوگئے تھے۔ چند ہی لوگ تھے جو ایمان لائے تھے۔ باقی لوگ مستکبرین کے زیر اثر تھے اور ان پر کسی قسم کی نصیحت اثر نہیں کررہی تھی۔ اس حالت میں وہ بار بار اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے اور فتح ونصرت کی دعا کرتے۔ قرآن نے مایوسی کی اس کیفیت کا ذکر بڑے موثر انداز میں کیا ہے:

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ. وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا (۵۱)

اور پھر نوحؑ نے (یہ) دعا کی کہ میرے پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے اگر تو ان کو رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار اور ناشکر گزار ہوگی۔ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لاکر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف فرما اور ظالم لوگوں کے لئے اور زیادہ تباہی لا۔

نوحؑ کی بے بسی اور رب کریم کی طرف رجوع نے رحمت ایزدی کو متوجہ کیا۔ اللہ تعالی نے نوحؑ کو تسلی دی کہ تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی ذمہ داری پوری کر لی۔تمہاری قوم میں سے اب مزید لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (۵۲)

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لائے گا، تو جو کام یہ کر رہے ہیں، ان کی وجہ سے غم نہ کھاؤ۔

دعوت سے انکار کا انجام

نوحؑ نے جن صبر آزما حالات میں دعوت الی اللہ کا کام کیا اور جتنا عرصہ سرگرم عمل رہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان کا اخلاص، ان کی بے لوثی اور ہمدردی و خیر خواہی کچھ بھی ان کی بدقسمت قوم کو متاثر نہ کر سکی۔وہ جس قدر زیادہ دعوت الی اللہ میں سرگرم ہوتے اتنا ہی زیادہ وہ کفر و طغیان میں بڑھ جاتے۔ستم ظریفی ہے کہ منکرین خود عذاب الٰہی کا مطالبہ کرتے۔جیسا کہ مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے۔نوحؑ کو ان کے کفر کا یقین ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ان کی بے ایمانی کی خبر دے دی تھی۔نوحؑ کی دعا نے ان کے انجام کو قریب تر کر دیا۔نوحؑ کو بتا دیا گیا تھا کہ اب اس قوم کی تباہی قریب ہے۔لہٰذا اس عذاب سے بچاؤ کی تیاری کر لو۔ارشاد ربانی ہے:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا. اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (۵۳)

اور تم کشتی بناؤ ہماری نگرانی میں اور ہماری ہدایت کے مطابق اور ان ظالموں کے باب میں اب ہم سے کچھ نہ کہو، یہ تو غرق ہو کر رہیں گے۔

نوحؑ کشتی بنانے میں مصروف تھے۔ان کی بدبخت قوم کو پھر بھی احساس نہ ہوا کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔وہ انہیں مجنون، گمراہ اور بے سمجھ قرار دے چکے تھے۔ان کے نزدیک کشتی بنانا ایک احمقانہ فعل تھا جسے وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے اور مذاق اڑاتے۔نوحؑ اس موقع پر بھی انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔انہیں احساس دلاتے رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے سمجھی تمہارا مذاق اڑنے کا سبب نہ بن جائے۔

قرآن اسی صورت حال کو اس طرح بیان کرتا ہے:

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ. قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ○ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۵۴)

اور وہ کشتی بنانے لگا اور جب جب اس کی قوم کے بڑوں کی کوئی جما[illegible]س کے پاس سے گذرتی تو اس کا مذاق اڑاتی۔وہ ان کو جواب دیتا کہ ابھی تم ہمارا مذاق اڑا رہے۔ تو جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح تم مذاق اڑا رہے ہو اسی طرح ہم بھی تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ تم جلد جان لو گے کہ وہ کون ہیں جن پر وہ عذاب آتا ہے جو ان کو رسوا کر کے رکھ دیتا ہے اور وہ قہر نازل ہوتا ہے جو ٹل کے رہ جاتا ہے۔

طوفان

پھر وہ گھڑی آن پہنچی۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب طوفان کی صورت میں نمودار ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ نوحؑ کا مذاق اڑانے والے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا امتحان لینے والے اس کے عذاب کی گرفت میں تھے۔ قرآن نے نوحؑ کے قصہ میں مختلف مقامات پر اس کا نقشہ کھینچا ہے۔

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ○ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ○ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ○ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ (٥٥)

پس ہم نے زور کے مینہہ سے آسمان کے دہانے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے تو پانی ایک کام کے لئے جو مقدر ہو چکا تھا جمع ہو گیا اور ہم نے نوحؑ کو ایک کشتی پر جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی سوار کر لیا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی (یہ سب کچھ) اسی شخص کے انتقام کے لئے کیا گیا جس کو کافر مانتے نہ تھے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٥٦)

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور طوفان اُبل پڑا۔ ہم نے اس کو کہا کہ ہر چیز میں سے نر و مادہ دونوں کو اور اپنے اہل و عیال کو بجز ان کے جن پر حکم نافذ ہو، اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، اس کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد تو بس تھوڑی ہی تھی اور اس نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ اور اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا۔ میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ ایک دہشت ناک اور خوفناک منظر ہوگا آسمان کی بلندیوں سے موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور زمین نے اپنے تمام چشموں کے دہانے کھول دیئے ہیں جس کے باعث ساری زمین تلاطم خیز موجوں والے سمندر میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اس ہولناک طوفان نے روئے زمین کی پستیوں اور بلندیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یوں مستکبرین اور منکرین اپنے متبعین سمیت غرق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ظالموں کی ہلاکت کا انتظام کیا کیونکہ ان لوگوں نے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے رسول کی مخالفت کی تھی۔ ظلم کا ارتکاب کیا اور توبہ ورجوع الی اللہ سے انکار کر دیا۔ جس عذاب کا وہ مطالبہ کرتے تھے اس کی زد میں آ کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے اور آنے والی نسلوں کے لئے سامان عبرت بن گئے۔

نوح کی آخری آزمائش

طوفان کا پانی پست و بالا ہر جگہ کو گھیر رہا تھا، متلاطم موجیں منکرین خدا کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھیں اور کشتی اس طلاطم میں مومنین کو لے کر چل رہی تھی کہ نوحؑ نے اپنے بیٹے کو دیکھا جو مخالفت کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ شفقت پدری جوش میں آ گئی۔ آواز دے کر پکارا کہ بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ قرآن نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (۵۷)

اور وہ کشتی پہاڑوں کی اٹھتی موجوں کے درمیان ان کو لے کر چلنے لگی اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو اس سے الگ تھا آواز دی کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور ان کافروں کا ساتھ نہ دے۔

قدرت نے نوحؑ کا امتحان لیا۔ یوں بھی ہو سکتا تھا کہ کافر بیٹا دوسرے لوگوں کے ساتھ غرق ہو جاتا اور نوحؑ کو پتہ بھی نہ چلتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی وفاداری کو کار دعوت میں مصروف کارکنوں کے لئے بطور نمونہ محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس خوفناک منظر میں جب پہاڑوں کی سی موجیں اٹھ رہی ہیں، ہر شے غرق ہو رہی ہے اور کشتی اس تلاطم خیز طوفان میں رواں دواں تھی، نوحؑ کی نظر اپنے بیٹے پر پڑی جو اس ہولناک صورت حال میں حیران و ششدر کھڑا تھا۔ لہذا فطری طور پر بیٹے کو آواز دی جس میں رجوع الی اللہ کی دعوت بھی تھی۔ بیٹے کی کفر میں کمی نہیں آئی تھی اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف مائل نہ تھا اس لئے اس نے کشتی میں سوار ہونے سے اور مومنین کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا اور بالآخر دوسرے کفار کی طرح وہ بھی غرق ہو کر لقمہ اجل بن گیا۔ قرآن نے باپ بیٹے کے مکالمے اور بیٹے کے غرق ہونے کے منظر کو بیان کیا ہے:

قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ. وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ (۵۸)

اس نے کہا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ نوحؑ نے کہا، آج اللہ تعالیٰ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر وہی جس پر رحم فرمائے اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ بھی غرق ہونے والوں میں سے ہو کے رہا۔

نوحؑ نے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو رب سے استدعا کی کہ وہ اپنی رحمت سے اس کو بچالے اور یہ دعا غالباً اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس پر مانگی کہ بیٹا اہل میں سے ہے۔ کیونکہ سورہ ھود کی آیت چالیس میں " اھلک " کی اجازت ملی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا اور نوحؑ کو بتایا کہ یہ بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ نجات کا وعدہ صرف اہل ایمان کے لئے تھا اور تمہارے اہل میں وہی شامل ہیں جو بطور مومن تمہارے ساتھ وابستہ ہیں۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ. اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۵۹)

اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے خداوند میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ پکا ہے اور تو تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا ہے۔ فرمایا، اے نوح وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے، وہ نہایت نابکار ہے، مجھ سے اس چیز کے لئے درخواست نہ کرو جس کے باب میں تمہیں کچھ علم نہیں اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے نہ بنو۔

اس تنبیہ پر نوحؑ نے رب کریم سے معافی مانگی اور توبہ کی جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ. وَاِلَّا تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (۶۰)

اس نے کہا اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کروں جس کے باب میں مجھے کوئی علم نہیں اور اگر تو میری مغفرت نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں نامرادوں میں ہو جاؤں گا۔

نوحؑ کے بیٹے کا غرق ہونا غالباً اس کام کی تکمیل کا آخری مرحلہ تھا۔ نوحؑ کی آزمائش سعادت وشقاوت کے قانون کی وضاحت اور نبی اور رب کے تعلق کی توضیح کے بعد طوفان کے جاری رہنے کی ضرورت نہ تھی۔ قوم نوح اپنی تمام رعونتوں، جہالتوں اور گمراہیوں سمیت غرق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے طوفان کا پانی اترنا شروع ہو گیا۔

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۶۱)

اور حکم ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی اتار دیا گیا اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا لگی اور اعلان کر دیا گیا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔

قرآن مجید نے کشتی کے ٹھہرنے کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ نوحؑ اور جماعت مومنین کے اترنے کو بابرکت بھی قرار دیا۔ یہ صرف نصرت الٰہی کی تکمیل کا مرحلہ ہی نہ تھا بلکہ نئی زندگی کے آغاز کو سلامتی و برکت سے نوازنے کا مرحلہ بھی تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آنے والی نسلوں کے لئے تنبیہ کا سامان بھی۔ کشتی رکی تو ارشادِ ربانی ہوا:

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ. وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۶۲)

ارشاد ہوا اے نوح اترو، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اپنے اوپر بھی اور ان امتوں پر بھی جو ان سے ظہور میں آئیں جو تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ایسی امتیں بھی اٹھیں گی جن کو ہم بہرہ مند کریں گے پھر ان کو ہماری طرف سے ایک دردناک عذاب پکڑے گا۔

اس طرح ساڑھے نوسو برس کے دورِ ابتلاء کا خاتمہ ہوا۔ متکبرین و منکرین کا نام ونشان مٹ گیا۔ کفر وشرک اور ظلم وجور کے تمام نشان مٹ گئے۔ نوحؑ کا مذاق اڑانے والے اور نادار پیروؤں سے تمسخر کرنے والے اپنے انجام کو پہنچے۔ اس طرح نوحؑ اور قومِ نوح نسل انسانی کے آنے والے افراد کے لئے نصیحت وعبرت کا سامان بن گئے۔ قرآن نے دعوت الی اللہ کے بارے میں جب بھی بات کی ہے اس کا آغاز ذکرِ نوحؑ سے ہوا ہے۔

نوحؑ کا تجربہ، تاریخ دعوت میں سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ دعوت کے لئے جو استدلال کیا گیا، دعوت کے موضوع کو جس طرح بیان کیا گیا، مخالفین کے الزامات اور اعتراضات کی جو تفصیل دی گئی، مومنین ومنکرین کے حالات جس طرح مذکور ہوئے داعی اور اس کے متبعین کو اذیت کے جن مرحلوں سے گذرنا پڑا اور بالآخر منکرین کا جو انجام ہوا وہ سب کچھ تمام انبیاء کی جدوجہد میں موجود ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تمام انبیاء کی دعوتی سرگرمیوں میں ایک ہی منہاج قائم ہے۔ زبان، اسلوب، دلائل، رویے، ردعمل سب میں ایک طرح کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی فرق ہے تو صرف مقامی حالات اور کرداروں کا ہے ورنہ ایسا لگتا ہے کہ تاریخ دہرائی جارہی ہے۔ نوحؑ کے واقعہ سے ایک داعی کے لئے چند سبق ملتے ہیں جنہیں پیش نظر رکھنے سے دعوت کے کام میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔

۱۔ یقین وایمان

نوحؑ کو اس امر کا کامل یقین تھا کہ دعوت کا جو کام وہ کر رہے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔ اس یقین میں کبھی تزلزل نہیں آیا اور وہ علی وجہ البصیرت یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ کارِ دعوت کا کوئی کارکن یقین وایمان کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

۲۔ صبر واستقامت

نوحؑ کا صبر اور ان کی استقامت ہر داعی کے لئے مشعل راہ ہے۔ ساڑھے نوسو برس تک دعوت کی مصروفیت، ایذا رسانیوں کا مقابلہ اور مشکلات ومصائب کو برداشت کرنے کا حوصلہ وہ پہلو ہیں جنہیں ہر داعی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد

دعوت الی اللہ کا کام چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی ہی کے لئے ہے اس لئے داعی کو ہر لحہ رب کی ذات سے وابستہ رہنا چاہیے ۔اس راہ میں مادی سہارے اور دنیوی وسائل کبھی وجہ تسلی نہیں ہوئے ۔مخالفتوں کے طوفان ، الزامات کی بوچھاڑ اور ایذا رسانی کے ہنگاموں میں صرف اور صرف اللہ کی ذات ہی سکون کا باعث ہوتی ہے ۔داعی اسی سے اپنے حالات کے شکوے کرتا ہے ، اسی سے وہ دعائیں کرتا ہے اور اسی سے اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی معافی چاہتا ہے ۔اول و آخر اسی کی ذات وجہ اعتماد ہوتی ہے نوحؑ کی شخصیت میں یہ پہلو بدرجہ اتم موجود ہے ۔جب لوگ آپ سے مذاق کررہے تھے اور آپ حد درجہ ضعف وقلت کا شکار تھے ، ان نا مساعد حالات میں بھی وہ پُر اعتماد نظر آتے تھے ۔

> قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ० فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۶۳)
>
> اس نے کہا کہ اگر تم ہمارا مذاق اُڑا رہے ہو تو جس طرح تم مذاق اُڑا رہے ہو اسی طرح ہم بھی تمہارا مذاق اُڑائیں گے ۔تم جلد مان لو گے کہ وہ کون ہیں جن پر وہ عذاب آتا ہے جو ان کو رسوا کر کے رکھ دیتا ہے اور وہ قہر نازل ہوتا ہے جو ٹک کے رہ جاتا ہے ۔

اس اعتماد کا ایک اظہار دعا ہے ۔دعا داعی کا سب سے بڑا ہتھیار ہے ۔اس کے ذریعے وہ نہ صرف اپنے رب کا قرب حاصل کرتا بلکہ اس کی نصرت کا استحقاق حاصل کرتا ہے ۔دعا نفسیاتی تسکین اور اعتماد علی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے ۔قرآن نے نوحؑ کی دعاؤں کا ذکر کیا ہے ۔

> وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (۶۴)
>
> اور اس سے قبل جب نوح نے پکارا تو ہم نے اس کی پکار کو سنا اور اسے اس کے گھر والوں کو کرب عظیم سے نجات دی ۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے :

> وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ० وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (۶۵)
>
> ہم کو (اس سے پہلے) نوح نے پکارا تھا تو دیکھو ہم کیسے اچھے جواب دینے والے تھے ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو کرب عظیم سے بچالیا ۔

داعی کو مادی وسائل سے غافل نہیں رہنا چاہیے اور ان کے حصول اور تنظیم کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیے لیکن بھروسہ صرف اور صرف ذات باری پر رہنا چاہیے جو فتح ونصرت کی کلید ہے ۔نوحؑ کی مشکلات اور ان کے ابتلاء کی کوئی حد نہ تھی لیکن جب اللہ کی نصرت آئی تو اس کی قوت اور احاطہ کی بھی کوئی حد نہ تھی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش وابتلاء

نوحؑ کی حیات مبارکہ بتاتی ہے کہ داعی کو پیہم آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ آزمائشیں اس کے اخلاص کا امتحان بھی ہوتی ہیں اور اس کی شخصیت کے نکھار کا ذریعہ بھی۔ اس ابتلاء میں مخالفین کے حملے، ان کی سازشیں اور اذیتیں بھی ہوتی ہیں اور اپنے خاندان کا کفر بھی۔ نوحؑ کو دشمنوں کے ظلم وجبر سے نجات دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے در کھول دیئے تھے جس میں دعوت کے معاندین اپنی قوت وحشم کے باوجود غرق ہو گئے تھے لیکن ٹھیک اسی وقت بیٹے کے غرق ہونے کا منظر بھی دکھادیا گیا تا کہ نوحؑ کی وفاداری اور اطاعت کیشی کا امتحان ہو سکے۔ جب بشری تقاضے کے تحت اظہار مدعا کر بیٹھے اور مالک کی مرضی کا علم ہو گیا تو اطاعت شعار بندے نے معافی طلب کی اور نیاز مندی کی راہ اختیار کی اور دل کی گہرائیوں سے معافی مانگی۔ نوح کی طلب مغفرت کے الفاظ پر غور کیجئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کا یہ بندہ جان سپردگی کے کس مقام پر کھڑا ہے۔

رَبِّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ. وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (۶۶)

نوحؑ کے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔

اللہ کے اس بندے نے اپنی صبحیں اور شامیں اپنے دن اور اپنی راتیں کار دعوت کے لئے وقف کر رکھی تھیں ایک ہی دھن ایک ہی غم اور ایک ہی کام۔ دعوت الی اللہ اور بس۔ ایک قلیل تعداد نے دعوت کو قبول کیا اور وہی بالآخر نجات پاسکے، اپنے گھرانے میں سے اٹھتی مخالفت پر صبر کر کے مصروف کار رہے اور اسی وقت کام ختم کیا جب کوئی امید باقی نہ رہی اور پروردگار کی طرف سے بھی اشارہ ملا کہ اب ان میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں۔ غیر نبی داعی کے لئے ایسی صورت کا پیدا ہونا ممکن نہیں کیونکہ وہ ملهم من اللہ نہیں ہوتا تاہم قرائن اور آثار سے اندازہ کر کے وہ اپنی حکمت عملی بدل سکتا ہے اور توفیق الٰہی کی استدعا کر سکتا ہے۔

نوحؑ کا اسوہ تاریخ دعوت کی روشن مثال ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

۱۔ حضور اکرمؐ کو صبر و استقامت کی تلقین کرتے ہوئے اولوالعزم رسولوں کا حوالہ دیا گیا۔ فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل ولا تستعجل لهم۔ (الاحقاف/۳۵)
۲۔ مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، ۱/۱۲۷
۳۔ البقرہ/۲۱۳
۴۔ یونس/۱۹، الانبیاء/۹۲، المومنون/۵۳، ھود/۱۱۸، النحل/۹۳، الشوریٰ/۸
۵۔ الاعراف/۵۹
۶۔ ھود/۲۵۔۲۶
۷۔ الشعراء/۱۰۶۔۱۰۸
۸۔ نوح/۲۔۳: سورہ مومنون میں بھی عبادت رب کی دعوت کا ذکر ہے" ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه فقال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره افلا تتقون" (المومنون/۲۳)
۹۔ نوح/۲۳
۱۰۔ بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورہ نوح، باب ودا ولا سواعا، مختصر ابن کثیر، ۳/۵۵۴
۱۱۔ ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت کیا ہے۔ مختصر ابن کثیر، ۳/۵۵۴
۱۲۔ تفہیم القرآن، ۶/۱۰۳
۱۳۔ انبیاء/۲۵
۱۴۔ نوح/۳،۴
۱۵۔ نوح/۱۰
۱۶۔ الزمر/۳
۱۷۔ تدبر قرآن ۸/۵۹۷
۱۸۔ ھود/۵۲
۱۹۔ ھود/۴۷
۲۰۔ نوح/۲۸
۲۱۔ لسان العرب، ۵/۲۰۱
۲۲۔ المومن/۱۸
۲۳۔ ھود/۲۵۔۲۶
۲۴۔ نوح/۱،۲۔ ان آیات میں " رسول مبین" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک جگہ پر "رسولٌ امین" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (الشعراء/۱۰۷)
۲۵۔ الاعراف/۵۹
۲۶۔ نوح/۱۳۔۲۰
۲۷۔ نوح/۱۰۔۱۲
۲۸۔ ھود/۲۹
۲۹۔ یونس/۷۲
۳۰۔ الشعراء/۱۰۵۔۱۰۷
۳۱۔ نوح/۵۔۹
۳۲۔ العنکبوت/۱۴
۳۳۔ نوح/۱۔ اسی طرح قوم کی بابت اور جگہوں پر بھی ہے: (ھود/۲۵) (الشعراء/۱۰۵۔۱۰۶)، یونس/۷۱
۳۴۔ الاعراف/۶۰، المومنون/۲۴
۳۵۔ ابراہیم/۲۱، غافر/۴۷
۳۶۔ الاعراف/۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷۔ نوح/ ۷
۳۸۔ الاعراف/ ۶۱، ۶۲
۳۹۔ ھود/ ۲۷
۴۰۔ المومنون/ ۲۴
۴۱۔ المومنون/ ۲۵
۴۲۔ "اراذلنا" کے معنی ناکارہ اور ذلیل و خوار قسم کے لوگ ہیں۔ اشراف کے مقابلے میں عام کارکن قسم کے لوگ گھٹیا تصور کیے جاتے۔ بادی الرای کے معنی ہیں وہ لوگ جو غور و فکر کے بغیر محض ظاہری رائے کو قبول کر لیتے ہیں اور اس کے حسن و قبح کا جائزہ نہیں لیتے۔ (تفسیر المنار، ۱۲/ ۶۱، دار المعرفۃ بیروت)
۴۳۔ الشعراء/ ۱۱۱
۴۴۔ ھود/ ۲۸۔۳۱
۴۵۔ الشعراء/ ۱۱۲۔۱۱۴۔ قال و ما علمی بما کانوا یعملون. ان حسابھم الا علی ربی لو تشعرون۔ و ما انا بطارد المومنین۔ (نوح نے کہا مجھے کیا معلوم وہ کیا کرتے ہیں۔ ان کا حساب میرے پروردگار کے ذمہ ہے کاش تم سمجھو اور میں مومنوں کا نکال دینے والا نہیں)
۴۶۔ ھود/ ۳۲
۴۷۔ ھود/ ۳۳۔۳۴
۴۸۔ الشعراء/ ۱۱۶
۴۹۔ المومنون/ ۲۶
۵۰۔ القمر/ ۱۰
۵۱۔ نوح/ ۲۶۔۲۸
۵۲۔ ہود/ ۳۶
۵۳۔ ہود/ ۳۷
۵۴۔ ہود/ ۳۸۔۳۹
۵۵۔ القمر/ ۱۱۔۱۳
۵۶۔ ھود/ ۴۰۔۴۱
۵۷۔ ھود/ ۴۲
۵۸۔ ھود/ ۴۳
۵۹۔ ھود/ ۴۵۔۴۶
۶۰۔ ھود/ ۴۷
۶۱۔ ھود/ ۴۴
۶۲۔ ھود/ ۴۸
۶۳۔ ھود/ ۳۸۔۳۹
۶۴۔ الانبیاء/ ۷۵۔۷۶
۶۵۔ الصافات/ ۷۵۔ نوح کی دعا کے الفاظ منقول ہیں: فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر (القمر/ ۱۰)
۶۶۔ ھود/ ۴۷

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ھود علیہ السلام

حضرت نوحؑ کے بعد قرآن جس پیغمبر کا ذکر کرتا ہے وہ حضرت ھودؑ ہیں۔قرآن مجید میں ان کا اوران کی قوم کا ذکر نو جگہ آیا ہے۔[۱] ھودؑ کے بارے میں معلومات کا ماخذ صرف قرآن ہے۔یہودی روایات میں ان پر کچھ نہیں ملتا۔ھودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم عاد کے لئے رسول بنایا۔

قوم عاد

عاد،عرب کی قدیم اقوام میں سے ایک صاحب قدرت و اقتدار قوم تھی۔عرب ان قدیم اقوام کو امم بائدہ (ہلاک ہو جانے والی قومیں) یا عرب عاربہ (خالص عرب) کہتے ہیں۔ان اقوام کی مختلف جماعتوں کو عاد،ثمود،طسم اور جدیس کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔[۲] ان کا تعلق سام بن نوح کے اولاد سے تھا۔انہیں عاد اولی[۳] اور عادم ارم ذات العماد[۴] کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ایسے لگتا ہے کہ طوفان نوح کے بعد اس قوم کے اباء واجداد میں سے کچھ لوگوں نے جنوب کی طرف ہجرت کی ہوگی جہاں ان کی اگلی نسلوں نے بڑی قوت وشوکت حاصل کی۔عرب لٹریچر میں یہ لوگ اپنی قدامت اور شوکت وحشمت کے لئے ضرب المثل ہیں۔عربی زبان میں قدیم چیز کے لئے "عادی" کا لفظ استعمال کیا ہے اور آثار قدیمہ کو عادیات کہتے ہیں۔عرب ماہرین انساب بھی اپنی معدوم قوموں میں سب سے پہلے اسی قوم کا نام لیتے ہیں۔

عاد کا مسکن

قوم عاد کا مرکزی مقام ومسکن احقاف[۵] کا علاقہ جو حجاز،یمن اور یمامہ کے درمیان الربع الخالی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔یہیں سے پھیل کر ان لوگوں نے یمن کے مغربی سواحل اور عمان وحضرموت سے عراق تک اپنی قوت وشوکت کی دھاک بٹھائی تھی۔ابن اسحاق کے مطابق عاد کا علاقہ عمان سے یمن تک پھیلا ہوا تھا۔جنوبی عرب کے باشندوں میں یہ بات مشہور ہے کہ عاد اسی علاقے میں آباد تھے۔موجودہ شہر مکلا سے تقریباً ۱۲۵ میل کے فاصلے پر شمال کی جانب حضرموت میں ایک مقام ہے جہاں لوگوں نے حضرت ہود کا مزار بنا رکھا ہے اور وہ قبر ہود کے نام سے مشہور ہے۔ہر سال ۱۵ شعبان کو وہاں عرس ہوتا ہے اور عرب کے مختلف حصوں سے ہزاروں آدمی وہاں جمع ہوتے ہیں۔یہ قبر اگر چہ تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے لیکن اس کا وہاں بنایا جانا اور جنوبی عرب کے لوگوں کا کثرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کی طرف رجوع کرنا کم ازکم اس بات کا ثبوت ضرور ہے کہ مقامی روایات اسی علاقے کو قوم عاد کا علاقہ قرار دیتی ہیں۔اس کے علاوہ حضرموت میں متعدد خرابے (Ruins) ایسے ہیں جن کو مقامی باشندے آج تک دار عاد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔(۶)

اللہ تعالیٰ نے انہیں بے حد،حساب نعمتوں سے سرفراز کیا تھا۔انہوں نے چشمے جاری کئے،زمینوں کو زراعت کے قابل بنایا۔مولانا اصلاحی کے بقول جس دور میں قوم عاد یہاں عروج پر تھی اسی زمانے میں یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب اوران عظیم تمدنی کارناموں سے معمور رہا ہوگا جن کے سبب قوم عاد کو تاریخ میں ایک خاص شہرت وعظمت حاصل ہوئی۔لیکن اب وہی مقام ہے جہاں ایک لق ودق صحرا ہے جس کو دیکھ کر کوئی گمان بھی نہیں کرسکتا کہ کبھی یہاں تعمیر وتمدن کا بھی کوئی نقش قائم ہوا ہوگا۔میرا خیال ہے کہ الاحقاف کے نام سے یہ علاقہ عاد کے زوال کے بعد موسوم ہوا ہے۔جب یہاں شاندار تعمیرات کی جگہ صرف ریت کے ٹیلے رہ گئے۔(۷)

عادکا زمانہ

عادکا زمانہ کون سا تھا؟اس کے بارے میں کوئی یقینی بات نہیں کہی جاسکتی۔کچھ مصنفین نے دو ہزار قبل مسیح کی بات کی ہے۔(۸) قرآن مجید نے نوح کے بعد ان کا ذکر کیا ہے۔ھودؑ اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْطَةً ۚ فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۹)

اور یاد کرو جب اس نے تم کو قوم نوح کے بعد سردار بنایا اور تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ نجات حاصل کرو۔

عاد کا مذہب

عاد بت پرست تھے اور اپنے پیشرو قوم نوح کی طرح صنم پرستی اور صنم تراشی میں ماہر تھے۔قوم نوح کے بتوں کے علاوہ انہوں نے اپنے الگ بت بھی بنا رکھے تھے۔عبداللہ بن عباسؓ کا ایک اثر منقول ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے اپنے بت بھی تھے۔(۱۰) عاد رہنما اپنی مملکت اور سطوت وجبروت کے تحت اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر آمادہ تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں جسمانی طور پر بڑی قوت اور توانائی سے نواز رکھا تھا لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے اپنے ہاتھوں کے تراشیدہ بتوں سے حاجت روائی ومشکل کشائی کی راہ اختیار کی۔ ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ھودؑ کو ان کی طرف مبعوث فرمایا۔ھودؑ عاد کی سب سے زیادہ معزز شاخ خلود کے ایک فرد تھے۔سرخ وسپید رنگ اور وجیہہ تھے۔(۱۱) ھود نے اپنی قوم میں دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا۔ان کی دعوت کے بنیادی نکات وہی ہیں جو نوحؑ کی دعوت میں نمایاں تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت کا موضوع

ہودؑ کی دعوت کے موضوع میں عبادت رب، شرک کا ابطال اور ظلم وغرور پر تنبیہہ شامل ہیں۔ یہ تمام اجزاء ہر نبی کی دعوت میں شامل رہے ہیں۔ قرآن مجید نے ان پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ عبادت اور شرک کے ابطال کو بیان کرتے ہوئے کہا:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ (۱۲)

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (تم شرک کر کے خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو۔

وَاذْکُرْ اَخَا عَادٍ. اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَہٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ. اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (۱۴)

اور قوم عاد کے بھائی ہود کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ہدایت کی اور ان سے پہلے اور پیچھے بھی ہدایت کرنے والے گزر چکے تھے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر لگتا ہے۔

ظلم وغرور پر تنبیہہ

ہودؑ کی قوم جسمانی طاقت اور جاہ وجلال کی وجہ سے بے پناہ غرور میں مبتلا تھی۔ اور ظلم وجبروت سے بھی دریغ نہیں کرتی تھی۔ سطوت وشوکت کی وجہ سے انہیں اپنے خالق و مالک کا احساس نہیں رہا تھا۔ ہودؑ انہیں تنبیہہ کرتے ہیں۔ ظلم وغرور سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور رب تعالیٰ کی طرف رجوع اور استغفار کی دعوت دیتے ہیں:

اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَۃً تَعْبَثُوْنَ ○ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ ○ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ○ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ○ وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّکُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ○ اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ○ وَجَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ○ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ (۱۵)

بھلا تم ہر اونچی جگہ پر عبث نشان تعمیر کرتے ہو اور محل بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو گے اور اگر کسی کو پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو۔ تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس سے جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو ڈرو۔ اس نے تمہیں مویشیوں اور بیٹوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد دی اور باغوں اور چشموں سے۔ مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے۔

وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ (۱۶)

اور اے قوم اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا اور (دیکھو) گنہ گار بن کر روگردانی نہ کرو۔

دعوت کا انداز

ہودؑ کا انداز دعوت اخلاص اور بے لوثی کا مظہر تھا۔ وہی انداز اور وہی الفاظ جو نوحؑ کی دعوت کے سلسلے میں بیان کئے گئے ہیں:

نصیحت

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ (۱۷)

میں تمہیں اللہ کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار اور خیر خواہ ہوں۔

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ (۱۸)

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

بے لوثی

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۹)

اور میں اس کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ خدائے رب العالمین کے ذمے ہے۔

یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۲۰)

میری قوم میں اس (وعظ و نصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں۔

ہودؑ کے اخلاص اور بے لوثی کے باوجود آپ کی قوم نے دعوت کو قبول نہیں کیا۔ ایک قلیل تعداد نے ہودؑ کی بات مانی اور اکثریت نے انکار کی راہ اختیار کی۔

دعوت کا ردِ عمل

ہودؑ کے اخلاص، بے لوثی اور ہمدردی کے باوجود بہت کم لوگ ایمان لائے۔ اکثریت نے نہ صرف انکار کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ مخالفت اور استہزاء میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس مخالفت میں پیش پیش قوم کے سردار اور صاحبان اثر ونفوذ تھے۔ اگر چہ ان کے پاس حق کے خلاف دلائل نہ تھے اور جن بتوں کی پرستش کرتے تھے اس کے لئے بھی کوئی دلیل نہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ ہودؑ سے معجزے طلب کرتے اور انہیں بے سمجھی کے طعنے دیتے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہتے کہ ہودؑ کو ان کے معبودوں نے نقصان پہنچایا۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ (۲۱)

وہ بولے ہود تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل نہیں لائے اور ہم صرف تمہارے کہنے سے نہ اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا (کر دیوانہ کر) دیا ہے۔

سرداران قوم کی بدتمیزی اور برے سلوک کا اندازہ ان کے متکبرانہ رویہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن نے ان کے رویے کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (۲۲)

ہودؑ کی قوم کے لوگ اپنے مشرکانہ اعمال اور متکبرانہ طرز عمل پر اس قدر مطمئن تھے کہ وہ ہودؑ کو ان کی دعوت کے حوالے سے چیلنج کرتے اور ان سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہودؑ کی ساری باتیں محض ڈراوے کی ہیں اور ان کا دماغ چل گیا ہے۔ ورنہ وہ اپنی قوم کی طاقت وحشمت کے خلاف ایسی باتیں کس طرح کر سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا:

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۲۳)

کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کریں اور ان معبودوں کو چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو وہ بات لا دکھاؤ جس کا ہمیں خوف دلا رہے ہو۔

سورہ مومنون میں ان تمام دلائل کو جمع کر دیا گیا ہے جو ہودؑ کی قوم نے ان کے خلاف استعمال کئے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ○ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ○ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ⁻افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ (۲۴)

تو ان کی قوم کے وہ سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھوٹ سمجھتے تھے اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی، کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو (پانی) تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے۔ کیا یہ تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے اور استخوان (کے سوا کچھ نہ رہے گا) تو تم (زمین) سے نکالے جاؤ گے؟ جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (بہت) بعید اور (بہت) بعید ہے۔ زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کہ اسی میں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور پھر نہیں اٹھائے جائیں گے۔ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا ہے اور ہم اس کو ماننے والے نہیں۔

قرآن مجید نے ان کے غرور اور تکبر کا بھی ذکر کیا ہے جو انکار آخرت اور شرک کی وجہ سے تھا، اور اس کا جواب بھی دیا ہے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً. اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً. وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (۲۵)

جو عاد تھے وہ ناحق ملک میں غرور کرنے لگے اور کہنے لگے ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا، وہ ان سے قوت میں بہت بڑھ کر ہے اور وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے۔

ہودؑ کا جواب

دعوت کا ایک بنیادی تقاضا یہ ہے کہ داعی اٹھنے والے سوالات کا جواب دے۔ حضرت ہودؑ کے مخالفین نے جو اعتراضات کئے تھے ان کے تو جوابات بھی دیئے گئے۔ قرآن کا اسلوب ہے کہ وہ منکرین کے اعتراض کو نقل کرتا ہے تو اس کا جواب بھی ساتھ شامل ہوتا ہے۔ جیسے انہوں نے کہا کہ ہم سے زیادہ کون طاقتور ہے؟ جواب دیا گیا کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے۔ ان کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ ہودؑ کے پاس کوئی واضح دلیل نہیں اور محض ان کے کہنے پر تو معبودوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہی معبودوں کی تاثیر کی وجہ سے وہ آسیب زدہ لگتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہودؑ نے صرف اتنا کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُاللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓ ءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ o مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ o اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ. مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَاٰخِذٌ م بِنَا صِیَتِهَا. اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲۶)

انہوں نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (خدا) کا شریک بناتے ہو میں اس سے بیزار ہوں (یعنی جن کی) اللہ کے سوا (تم عبادت کرتے ہو) تو تم سب مل کر میرے بارے میں جو تدبیر کرنی چاہو کرلو اور مجھے مہلت نہ دو میں اللہ پر جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسا رکھتا ہوں ۔ زمین پر جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے بے شک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے۔

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ ہودؑ بے وقوفی کی باتیں کرتے ہیں اس کے جواب میں کہا:

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ o اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ (۲۷)

دوسری جگہ پر کہا:

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (۲۸)

انہوں نے کہا کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو جو احکام دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی میں پھنس رہے ہو۔

انہوں نے کہا کہ میری قوم مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے ۔ بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں ۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانتدار اور خیر خواہ ہوں۔

ان کا تیسرا اعتراض یہ تھا کہ ہودؑ اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو انکار توحید و رسالت کے جواب میں عذاب آ جانا چاہیے ۔ اس کے جواب میں حضرت ہودؑ کہتے ہیں:

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ (۲۹)

ہودؑ نے کہا تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب کا نازل ہونا مقرر ہو چکا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی طرف سے رکھ لئے ہیں ۔ جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نازل نہیں کی ۔ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا چوتھا اعتراض یہ تھا کہ یہی دنیا ہے جس میں رہنا ہے آخرت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور ہودؑ تو محض ہمارے جیسے انسان ہیں۔

چونکہ ان کے اعتراضات محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تھے ان میں سمجھنے کی خواہش موجود نہ تھی اس لئے اس کے جواب میں حضرت ہودؑ نے بس یہ کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے حکم کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جب نبی اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت طلب کرتا ہے۔ طلب نصرت سے پہلے اتمام حجت ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت ہودؑ کا یہ جملہ منقول ہے:

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَ كُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُم (۳۰)

کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ تمہیں ڈرائے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ. وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ. وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا. اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (۳۱)

اگر تم روگردانی کرو گے تو جو پیغام میرے ہاتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے اور میرا پروردگار تمہاری جگہ اور لوگوں کو لا بسائے گا اور تم اس کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتے میرا پروردگار تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔

طلبِ نصرت

عاد کی ہٹ دھرمی کے باعث اب کسی استدلال کی گنجائش باقی نہیں رہی تھی۔ لہٰذا سنت انبیاء کے مطابق ہودؑ نے اللہ تعالیٰ سے نصرت کی درخواست کی:

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ (۳۲)

اس پر اس رسول نے دعا مانگی، خدایا! انہوں نے مجھے جھٹلایا تو میری مدد کر۔ حکم ہوا عنقریب ایسا ہونے والا ہے کہ یہ اپنے کئے پر شرمسار ہوں گے۔

انجام

ہودؑ کی دعوت وتبلیغ کو نظر انداز کر دیا گیا۔ عاد نے استکبار و اعراض کے رویے سے اپنے لئے خیر وفلاح کے تمام رستے بند کر لئے۔ نہ صرف یہ کہ ہود کو جھوٹا اور دیوانہ کہا بلکہ بار بار عذاب الٰہی کو دعوت دی۔ بالآخر وہ وقت آن پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے ہودؑ اور ان کے مومنین کو بچا لیا اور عاد تباہ کر دیئے گئے۔ قدرت نے ان کی تباہی کے لئے سیاہ بادل بھیجے چونکہ ان کے ہاں کافی عرصہ بارش نہیں ہوئی تھی اس لئے انہوں نے سمجھا بارش ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی ہے لیکن جوں جوں یہ سیاہ بادل گھٹا ٹوپ اندھیرے کی صورت اختیار کرتا گیا ان کی گھبراہٹ میں اضافہ ہونے لگا مگر اب کیا ہوسکتا تھا نہایت تند و تیز آندھی بلکہ طوفان نے انہیں آ لیا، وہ عذاب الٰہی کی گرفت میں تھے۔ قرآن نے اس صورت حال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا. بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ. كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ (۳۳)

پھر جب انہوں نے اس عذاب کو دیکھا کہ بادل کی صورت میں ان کے میدانوں کی طرف آ رہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کے رہے گا۔ نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے یعنی آندھی جس میں درد دینے والا عذاب بھرا ہے۔ ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے تباہ کئے دیتی ہے تو وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ مجرموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

بظاہر برسنے والے بادل عذاب کے حامل تھے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور اس کی تقدیر کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب گھرے بادل آتے تو نبی اکرم ﷺ پریشانی کا اظہار فرماتے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

قالت ما رایت رسول الله ضاحكا حتى ارى منه لهوا ته انما كان يتبسم. قالت و كان اذا راى غيما او ريحا عرف في وجهه. قالت، يا رسول الله، ان الناس اذا راوا الغيم، فرحوا رجاء ان يكون فيه المطر، واراک اذا رايته عرف في وجهک الكراہية فقال يا عائشه، ما يومني ان يكون فيه عذاب، عذب قوم بالريح و قد راى قوم العذاب فقالوا هذا عارض ممطرنا (۳۴)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کو کبھی اس طرح زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق مبارک نظر آنے لگے۔ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ جب آندھی یا بادل دیکھتے تو چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب بادل آتے ہیں تو لوگ اس امید پر خوش ہوتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی، مگر آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ فرمایا! اے عائشہ اس بات سے بے خوف ہونے کی کیا دلیل ہے کہ اس میں کہیں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم پر تند و تیز آندھی کا عذاب آیا تھا اس قوم نے بھی عذاب کو دیکھ کر کہا یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کے رہے گا۔

امام مسلم نے بھی عائشہؓ سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ (۳۵) جب آندھی چلتی تو آپؐ یہ دعا پڑھتے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عائشة قالت : كان النبيؐ اذا عصفت الريح قال: اللهم انی اسئالک خيرها و خير ما فيها و خير ما ارسلت به و اعوذبک من شرها و شر ما فيها و شر ما ارسلت به (۳۶)

اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی اور جس حکم کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے، اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس کی برائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی برائی اور جس حکم کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

قرآن مجید نے نزول عذاب کی کیفیات کو مختلف اسالیب سے بیان کیا ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ (۳۷)

اور ہم نے بھی ان پر نحوست کے دنوں میں زور کی ہوا چلائی تا کہ ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی ذلیل کرنے والا ہے اور اس روز ان کو مدد بھی نہ ملے گی۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ (۳۸)

ہم نے ان پر سخت منحوس دن میں آندھی چلائی۔ وہ لوگوں کو اس طرح اکھیڑے ڈالتی تھی گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو دیکھ لو کہ میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (۳۹)

رہے عاد، انہیں نہایت تیز آندھی سے ہلاک کر دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن چلائے رکھی۔ تو اے مخاطب تو لوگوں کو اس میں ڈھے (اور مرے) پڑے دیکھے جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے۔ بھلا تو ان میں سے کسی کو بھی باقی دیکھتا ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۰)

فی الحقیقت ایک ہولناک آواز نے انہیں آ پکڑا اور ہم نے خس و خاشاک کی طرح انہیں پامال کر دیا۔ تو محرومی ہو اس گروہ کے لئے جو ظلم کرنے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہودؑ اور ان کے رفقاء کی نجات

منکرین کی اس بدانجامی کو دیکھئے اور ہودؑ اور کے مومنین کی نجات کا معجزہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ باری تعالیٰ نے قوم عاد کی ہلاکت کے ساتھ ہودؑ اور ان کے رفقاء کی نجات کا بھی ذکر ہے:

فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ (۴۱)

پھر ایسا ہوا کہ ہم نے ہودؑ کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جنہوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائی تھیں ان کی بیخ و بنیاد تک اکھاڑ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کبھی ایمان لانے والے نہ تھے۔

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ (۴۲)

اور دیکھو جب ہماری ٹھہرائی ہوئی بات کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے ھودؑ اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے، ایسے عذاب سے بچایا جو بڑا ہی سخت عذاب تھا۔

قرآن نے قوم ہودؑ کی ہلاکت کو سامان عبرت کہا ہے اور آنے والی انسانی نسلوں کے لئے نصیحت۔ ایک ایسی قوم جس کے بارے میں قرآن کا تبصرہ یہ ہے کہ ایسی قوم پیدا نہیں ہوئی (۴۳) ایک زور آور اور صاحب جلال و حشمت، لیکن ارادہ خداوندی کے سامنے خس و خاشاک ہوگئی۔ قرآن نے ان کی عبرت ناک ہلاکت پر سبق آموز تبصرہ کیا ہے:

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ (۴۴)

اور یہ وہی عاد ہیں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں سے انکار کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش و متکبر کا کہا مانا تو اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگی رہی اور قیامت کے دن بھی لگی رہے گی۔ دیکھو عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا اور سن رکھو ہودؑ کی قوم عاد پر پھٹکار ہے۔

ہودؑ کی شخصیت، دعوت کی تاریخ میں دیگر انبیاء کی طرح بہت اہمیت کی مالک ہے۔ بالخصوص ان کا لطف و مہربانی، ان کا صبر اور ان کا استدلال جس کے ذریعے سے انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد دلایا۔ نوحؑ کی طرح انہیں بھی مخالفت، استہزاء اور تحقیر کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس ایذا رسانی کا جواب نرمی، نیکی اور لطف و کرم سے دیا۔ عاد کے انجام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف اجتماعی بغاوت کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس لئے داعی کو یہ نکتہ سامنے رکھنا چاہئے اور مخاطبین کے رویوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

۱۔ الاعراف/۶۵، ۷۲، ھود/۵۰۔۶۰، الشعراء/۱۲۳، ۱۴۰،
فصلت/۱۵۔۱۶، الاحقاف/۲۱۔۲۶، الذریات/۴۱۔۴۲،
القمر/۱۔۲۱، الحاقۃ/۴۔۸، عاد و ثمود دونوں کا ذکر ہے۔
۲۔ معجم البلدان، ۶/۱۲۹
۳۔ النجم/۵۰
۴۔ الفجر/۶۔۷
۵۔ الاحقاف/۲۱۔ احقاف حقف کی جمع ہے جس کے معنی ریت کے لمبے لمبے ٹیلے ہیں لیکن اس سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان و یمن اور نجد و حضرموت کے درمیان ہے۔ یہ علاقہ صحرائے عرب (الربع الخالی) کا جنوب مغربی حصہ ہے جہاں آج کوئی آبادی نہیں۔
۶۔ تفہیم القرآن، ۴/۶۱۵
۷۔ تدبر قرآن، ۷/۳۷۰
۸۔ قصص القرآن، ۱/۱۰۴
۹۔ الاعراف/۶۹
۱۰۔ البدایۃ والنھایۃ، ۱/
۱۱۔ عمدۃ القاری، کتاب الانبیاء، ۷/
۱۲۔ الاعراف/۶۵
۱۳۔ ھود/۵۰
۱۴۔ الاحقاف/۲۱
۱۵۔ الشعراء/۱۲۸۔۱۳۵
۱۶۔ ھود/۵۲
۱۷۔ الاعراف/۶۸
۱۸۔ الشعراء/۱۲۵۔۱۲۶
۱۹۔ الشعراء/۱۲۷
۲۰۔ ھود/۵۱
۲۱۔ ھود/۵۳
۲۲۔ الاعراف/۶۶
۲۳۔ الاعراف/۷۰
۲۴۔ المومنون/۳۳۔۳۸، طلب عذاب کی بات اور جگہوں پر بھی آئی ہے۔ مثلاً احقاف/۲۲ قالوا اجئتنا لنا فکنا عن الھتنا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین۔
۲۵۔ حم۔ السجدۃ/۱۵
۲۶۔ ھود/۵۴۔۵۶
۲۷۔ الاعراف/۶۷۔۶۸
۲۸۔ الاحقاف/۲۳۔۲۸
۲۹۔ الاعراف/۲۹
۳۰۔ الاعراف/۶۹
۳۱۔ ھود/۵۷
۳۲۔ المومنون/۳۹۔۴۰
۳۳۔ الاحقاف/۲۴، ۲۵
۳۴۔ بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ فلما راوہ عارضا،
۳۵۔ مسلم، کتاب الاستقاء، باب التعوذ عند رویۃ الریح والغیم والفرح بالمطر، ۳/۲۶
۳۶۔ مسلم، کتاب الاستقاء، باب التعوذ عند رویۃ الریح والغیم والفرح بالمطر، ۳/۲۶
۳۷۔ حم۔ السجدۃ/۱۶
۳۸۔ القمر/۱۹۔۲۱
۳۹۔ الحاقۃ/۶۔۸
۴۰۔ المومنون/۴۱
۴۱۔ الاعراف/۷۲
۴۲۔ ھود/۵۸
۴۳۔ التی لم یخلق مثلھا فی البلاد۔ الفجر/۸
۴۴۔ ھود/۵۹۔۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ